www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

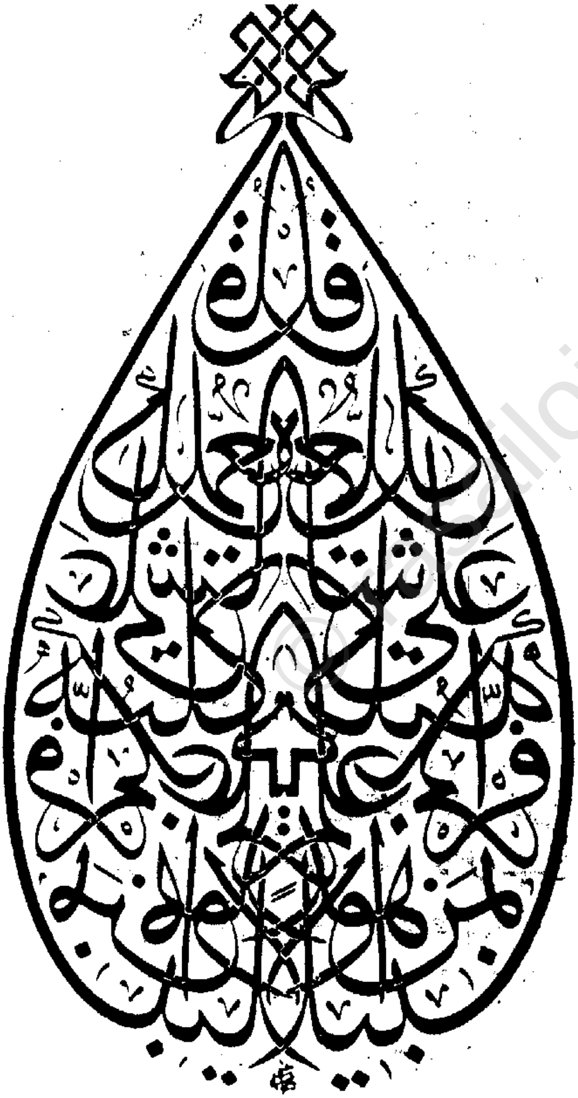

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جامعۃ لاہور الاسلامیہ

(رحمانیہ)
جامعہ لاہور الاسلامیہ میں نیا تعلیمی سال

داخلہ

تمام شعبوں میں 23 اپریل 1993 (آخر شوال) ۱۴۱۳ھ تک جاری رہے گا ان شاء اللہ

- سعودی عرب اور مصر کی اسلامی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیمی وظائف کے نادر مواقع
- جامعہ کو پاکستانی جید علماء اور سعودی یونیورسٹیوں کے فاضل اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں
- علوم دینیہ میں رسوخ، قدیم اور جدید علوم سے واقفیت، تجوید و قراءت کی مہارت
- طلباء کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے تقریری، تحریری مقابلے اور حسن قراءت کی محافل
- جسمانی صحت کی بحالی کے لئے بہترین طعام و قیام، متنوع کھیل اور تفریحی مشاغل
- اسلامی آداب کے اہتمام کے ساتھ ساتھ عربی بول چال کا ماحول

خصوصیات کلیۃ الشریعہ

- اعلیٰ معیار کے حامل طلباء کو ۸ سال میں شہادۃ عالیہ (ایم۔اے) نصاب کی تکمیل
- وفاق المدارس کیلئے حکومت کی طرف سے منظور شدہ تمام مراحل کا مکمل نصاب
- بی۔اے تک عصری علوم کی باقاعدہ تعلیم اور یورڈ/یونیورسٹی کے امتحانات
- فاضل عربی کے نصاب کی تیاری
- شریعت و قضا کے تخصص کا روشن مستقبل
- قرآن کریم کی تجوید و قراءت کی خصوصی تربیت

کلیۃ القرآن کے امتیازات

- درس نظامی کے ہمراہ وفاق المدارس کے نصاب کی تکمیل
- روایت حفص کی تکمیل، ثانویہ عامہ (دو سال) میں
- قراءات سبعہ عشرہ کی تکمیل، شہادۃ عالیہ (چار سال) میں
- قراءات عشرہ کبری کی تکمیل، شہادۃ عالیہ (دو سال) میں
- بین الاقوامی شہرت کے حامل اساتذہ اور قراء کرام کی تربیت
- تجوید و قراءات عشرہ کی مہارت کے ساتھ علوم قرآنی کا تخصص

کلیۃ العلوم الاجتماعیہ (کمپیوٹر کورس)

- میٹرک، ایف۔اے، بی۔اے امتحانات کے مکمل مضامین کی تیاری
- ٹائپ، شارٹ ہینڈ اور کمپیوٹر کی باقاعدہ ٹریننگ
- اعلیٰ تعلیمی معیار کے ساتھ ساتھ غیر نصابی تربیتی سرگرمیاں
- قابل اساتذہ اور ٹیکنیکل ماہرین کی ہمہ وقتی رہنمائی
- کلیۃ الشریعہ اور کلیۃ القرآن کے طلباء بھی مستفید ہو سکتے ہیں

ادارہ

نوٹ

تفصیل کے لئے دفتر ... جامعہ ... کلیۃ الشریعہ ... کلیۃ القرآن اور کلیۃ العلوم الاجتماعیہ ... پراسپکٹس دستیاب ہیں

... قراءات کو ... کی تکمیل ... تخصصات ... کے ... بنیاد پر ہوگی

حافظ عبد الرحمن مدنی: مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن لاہور (۱۶) فون: 5837339 / 852897

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نواب صدیق حسن خان

کتاب و حکمت

ترجمان القرآن

پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ
حافظ محمد اسرائیل فاروقی

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے "الرد علی المنطقیین" میں لکھا ہے کہ شہر "حران" صابئین کا گھر تھا۔ یہ جگہ اسی قوم کی منڈی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام اسی جگہ پیدا ہوئے یا عراق سے چل کر یہاں آئے۔ یہاں بہت سے ستاروں کی مورتیاں بنتیں جیسے زحل، مشتری، زہرہ، عطارد، قمر بلکہ "علت اولیٰ"، "عقل اول" اور "نفس کلیہ" کی بھی ہیکل (شکلیں) بنائی تھیں۔ ان کا دین عیسائیوں سے پہلے تھا، پھر نصرانیت ان پر غالب آگئی۔ کچھ صابی باقی رہے اتنے میں اسلام آگیا یہ صابیہ اور فلاسفہ دولتِ اسلام میں آخر وقت تک باقی رہے۔ بغداد میں طبابت اور کتابت کا پیشہ کرتے تھے۔ فارابی ۳۰۰ھ جب حران آیا تو اس نے یہاں کے فلاسفہ سے علم سیکھا تھا۔ اسی طرح اہلِ دمشق بھی عیسائیت کے ظہور سے پہلے صابی تھے قطب شمالی کی طرف نماز پڑھتے دمشق کی قدیم مساجد کا قبلہ اسی قطب کی جانب ہے۔ جامع دمشق کے نیچے اس قوم کا ایک بہت بڑا معبد تھا ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک حنیف (موحد) دوسرے مشرک۔

اللہ نے اسی آیت میں پہلی قسم کی تعریف فرمائی ہے۔ اس تغیرو تبدل سے پہلے تورات پر چلتے تھے۔ پھر انجیل پر چلے جو ان سے بھی پہلے تھے وہ ملتِ ابراہیمی کے تابع تھے مجوس اور مشرکین ان کے مخالفین رہے اسی لئے اللہ نے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١٧﴾ (الحج: ۱۷)

ترجمہ: جو لوگ مومن ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست اور عیسائی اور مجوسی اور مشرک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ بیشک اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس جگہ چھ ملتوں کا ذکر کیا۔ ان میں کسی مومن کا ذکر نہیں کیا' پھر یہ صابئین مشرک ہو گئے۔ فلاسفہ انہیں مشرکین میں سے ہیں۔ انہی فلاسفہ میں سے جو لوگ موحد تھے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے وہ حنفاء صابئین میں سے تھے' جنکی اللہ نے تعریف کی اور جو صائبین مشرک ہوئے انکی مثال عرب کے مشرکین کی مانند ہے' جن کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ جہاں خود بخود پیدا ہو گیا ہے۔ مشرکینِ ہند کے بھی یہی نظریات ہیں ۔ اہل مقالات نے لکھا ہے کہ ان مشرکین فلاسفہ میں سے عالم کے قدیم ہونے کا جو سب سے پہلا شخص قائل ہوا وہ ارسطو ہے۔ رہے فلاسفہ اسلام جیسے ابن سینا وغیرہ ان کا حال بھی صائبین مشرکین کے مانند تھا انکے علوم بھی صائبین کے مذموم فنون سے ماخوذ ہیں۔ اسی لئے علمائے اسلام نے انکو ملحدین میں شمار کیا ہے۔ اس آخری زمانہ میں جب قیامتِ کبریٰ نزدیک معلوم ہوتی ہے سرزمینِ ہند میں دہریت کا زور و شر ہے' اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں مگر درپردہ اسلام کی جڑیں کاٹتے ہیں۔

آیت نمبر ۶۳'۶۴

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ ٱلطُّورَ خُذُوا۟ مَآ ءَاتَيْنَٰكُم بِقُوَّةٍ وَٱذْكُرُوا۟ مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ لَكُنتُم مِّنَ ٱلْخَٰسِرِينَ (البقرہ: ۶۳'۶۴)

ترجمہ

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہِ طور تمہارے اوپر بلند کیا اور حکم دیا کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو اور جو اس میں (لکھا ہے) اسے یاد رکھو تاکہ (عذاب سے) محفوظ رہو۔

پھر تم اس عہد سے پھر گئے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی تمہارے شاملِ حال نہ ہوتی تو تم خسارے میں پڑ گئے ہوتے۔

تشریح

جب تورات نازل ہوئی تو کہنے لگے کہ ہم سے اتنے حکم نہیں مانے جاتے تب اللہ نے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پہاڑ سروں پر بلند کیا گویا ان کے اوپر گر پڑے گا' پھر ڈرتے ہوئے مان گئے جیسے قرآن میں ہے

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (اعراف: ۱۷۱)

ترجمہ

اور جب ہم نے ان (کے سروں پر) پہاڑ اٹھا کھڑا کیا گویا وہ سائبان تھا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے تو (ہم نے کہا) جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑے رہو' جو اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرو تاکہ بچ جاؤ۔

"طور" سے مراد

طُور سے مراد ایک پہاڑ ہے۔ سورۂ اعراف میں بھی اسی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ صحابہؓ و تابعینؒ کی جماعت نے یہی معنی لئے ہیں۔ ابنِ عباسؓ کا فرمان ہے "طور" وہ پہاڑ ہے جو کچھ اُگاتا ہو' جس میں کچھ پیدا نہ ہوتا ہو وہ طُور نہیں ہے۔ طور اس پہاڑ کا نام بھی ہے جس پر اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے۔ تورات اتری تو اس پہاڑ کو ان کے سروں پر اٹھایا گیا گویا وہ ان پر گر پڑے گا۔ بعض کا قول یہ ہے کہ سریانی زبان میں ہر پہاڑ کیلئے "طور" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جو پہاڑ ان کے سروں پر اٹھایا گیا' فلسطین کے پہاڑوں میں سے ایک تھا۔ حدیث الفتون میں حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ جب بنی اسرائیل نے اطاعت سے انکار کیا تو پہاڑ ان کے سروں پر اٹھایا گیا تاکہ سُنیں اور اطاعت کریں۔ سدیؒ نے فرمایا کہ ان کو حکم دیا تھا کہ سجدہ کریں انہوں نے انکار کیا پھر پہاڑ ان کے سروں پر اٹھایا گیا بدحواس ہو کر سجدے میں گر پڑے لیکن ایک جانب سے پہاڑ کو دیکھتے جاتے تھے کہ کہیں ان پر گر نہ پڑے۔ اللہ نے رحم کیا پہاڑ کو ہٹا لیا تو انہوں نے کہا سب سے محبوب یہی سجدہ ہے جس کے سبب سے یہ عذاب دور ہو گیا اس لئے اب تک وہ سجدہ کرتے ہیں۔

حسنؓ نے فرمایا کہ "مَا آتَيْنَاكُمْ" سے مراد تورات ہے یعنی اسے پکڑے رہو۔ ابو العالیہؒ نے کہا "قوت" سے مراد اطاعت ہے۔ مجاہدؒ نے فرمایا "عمل" ہے اور قتادہؒ نے فرمایا "کوشش اور اطاعت" مراد ہے۔۔۔ "اُذکروا" سے مراد جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کو پڑھو سمجھو اور اس پر چلو۔۔۔ لیکن بنی اسرائیل اس مضبوط عہد و پیمان کے بعد اپنے اقرار سے پھر گئے مگر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی' انبیاء اور رسول بھیجے ورنہ وہ دنیا و آخرت دونوں کو برباد کر چکے تھے۔ بعض علماء نے کہا اگر پہلی بار مان لیتے تو اس عہد و پیمان کی ضرورت نہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہوتی' ابن عطیہؒ نے فرمایا' اللہ نے سجدے کے وقت انکے دلوں میں ایمان پیدا کر دیا تھا یہ بات نہیں ہے کہ زبردستی ایمان لائے ہوں اور دل مطمئن نہ ہوں۔ شوکانیؒ فرماتے ہیں' بنی اسرائیل کا یہ اقرار و اعتراف مصنوعی تھا' قواعدِ مذہبی کی پابندی نے مجبوراً" ان سے یہ بات کہلوائی ورنہ ہر عاقل جانتا ہے کہ اس سے زیادہ اِکراہ (جبر) اور کیا ہو گا کہ ایک پہاڑ لا کر سر پر کھڑا کر دیا جائے' کہ مانتے ہو تو مانو ورنہ یہ تم پر گر پڑے گا۔ بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ سامنے سے آگ آئی پیچھے دریا تھا اور اوپر پہاڑ تھا۔ ہماری رائے تو یہی ہے کہ اللہ نے ان پر جبر کیا' وہ زبردستی ایمان لائے' اس ایمان پر اللہ نے ان سے عذاب کو اٹھا لیا۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسا کہ ہماری شریعت میں یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جب کوئی منہ سے کلمہ طیبہ کا اقرار کر لے تو اس پر تلوار نہ چلاؤ' ہاتھ کھینچ لو' جہاں تک ہاتھ اونچا ہوا ہے وہیں تک روک لو۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے کلمہ طیبہ کا اقرار کیا دوسرے نے اسے مار ڈالا' پوچھا گیا تو اس نے کہا اس نے جان بچانے کیلئے کلمہ پڑھا ہے تو رسول اکرمؐ نے فرمایا' کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا ہے؟ مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں کو چیر کر دیکھوں۔ رہی یہ بات کہ "لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" اور "اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ" تو یہ معاملہ حکیم جہاد و قتل سے پہلے کا تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ حدیث میں آیا ہے

"میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں' جب تک تم ان سے چمٹے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور ایک میری سنت"

اسی طرح اور بہت سی احادیث میں قرآن و سنت سے تمسک اور ان کے اتباع کی تائید و تاکید آئی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ "انہیں اپنے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ قرآن مجید میں اہل علم سے اس بات کا عہد لیا گیا ہے کہ تم قرآن کے احکام کو بیان کیا کرو' سو جس طرح بنی اسرائیل تورات پر عمل کرنے سے پھر گئے اسی طرح ایک مدت سے ان کا یہ طریقہ امتِ مسلمہ نے بھی اختیار کر لیا ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ تم اگلی امتوں کی قدم بقدم پیروی کرو گے۔ سو اصل تقلید یہود کے طریقے پر چلنا ہے۔ اس امت میں بھی یہ تقلید ایسی ہی آ گئی ہے کہ مہدی اور عیسیٰؑ کے زمانے سے پہلے اس کا دور ہونا محال نظر آتا ہے۔ جب سے یہ تقلید رائے اور قیاس امتِ مسلمہ نے پسند کر لی ہے اور تیرے میرے کہنے سننے پر قناعت کر کے بیٹھ گئے ہیں' قرآن کا پڑھنا' حدیث کا سمجھنا' کتاب پر چلنا اور سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے' تب ہی سے اسلام "غریب" ہو گیا ہے مسلمانوں پر ادبار آ گیا اور یہود کی طرح ذلیل و محتاج ہو گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مسلمانوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ جب تک بنی اسرائیل کے پہاڑ کی مانند کسی امام

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مہدی' ہادی یا نبی برحق کا کوڑا ان کو نہ لگے گا تب تک یہ اپنے عہد پر نہ چلیں گے۔ سیرۃ مہدی میں آیا ہے کہ کتاب و سنت کو زندہ اور تقلید و اطاعت کا خاتمہ کریں گے۔ پس جب کبھی ان مقلدین و مبتدعین کے سروں پر ان کی تلوار چمکے گی پھر یہ بھی مثل یہود بے بہود کے توبہ کریں گے' راہِ راست پر آجائیں گے۔ ابھی تو بنی اسرائیل کی مانند اپنی جہالت' حماقت' ضد اور عناد پر جمے ہوئے ہیں اور اہلِ حق کا رد کرتے ہیں' ابطالِ حق اور باطل کو حق ثابت کرنے پر مستعد ہیں' مگر ان ظالموں کو بہت جلد معلوم ہو گا کہ اہلِ حق کامیاب ہوتے ہیں یا اہل باطل !!!

آیت نمبر ۶۵'۶۶ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ (البقرہ: ۶۵'۶۶)

ترجمہ

اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ
اور اس قصے کو اس وقت کے لوگوں کیلئے' اور جو ان کے بعد آنے والے تھے' باعثِ عبرت بنا دیا اور پرہیز گاروں کے لئے باعثِ نصیحت بنا دیا۔

تشریح یہ قصہ سورہ اعراف میں بھی ہے۔ وَسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (اعراف: ۱۶۳)

ترجمہ

اور ان سے اس گاؤں کا حال تو پوچھو جو لبِ دریا واقع تھا' جب یہ لوگ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے (یعنی) اس وقت کہ جب ہفتے کے دن مچھلیاں ان کے سامنے پانی کے اوپر آتیں اور جب ہفتے کا دن نہ ہوتا تو نہ آتیں اس طرح ہم ان لوگوں کو ان کی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سعدیؒ اور قتادہؒ کا قول ہے کہ یہ گاؤں والے اہلِ ایلہ تھے ابن عباسؓ نے فرمایا یہ گاؤں ایلہ اور طور کے درمیان تھا اس کو "مدین" کہتے تھے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ عہد لیا تھا کہ تم سنیچر کے دن کی تعظیم کرو' اس دن مچھلی کا شکار نہ کرو۔ انہوں نے یہ طریقہ نکالا کہ ہفتے کے دن سے ایک روز قبل جال ڈال دیتے' حوض بناتے اور مچھلی اس میں پھنس کر رہتی تو رات کو پکڑ لیتے' اللہ کو غصہ آیا ان کو بندر بنا دیا۔ بندر شکل و صورت میں سب سے زیادہ انسان سے مشابہ ہے اگرچہ حقیقت میں حیوان ہے اسی طرح جبکہ ان کے اعمال اور حیلے ظاہر میں حق کے مشابہ تھے مگر باطن میں حق کے مخالف تو اللہ نے ان کو ویسی سزا دی جو ان کے جنسِ عمل کی تھی۔ مجاہد نے فرمایا کہ سچ مچ ان کی شکلیں بندر کی نہیں بنی تھیں بلکہ ان کے دل مسخ ہو گئے تھے اور یہ اسی طرح مثال ہے جیسے قرآن میں ہے

"كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا" ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: مجاہد کا یہ قول غریب اور آیت کے ظاہری سیاق و سباق کے خلاف ہے کیونکہ دوسری جگہ قرآن میں ہی فرمایا "وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ" ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نوجوان لوگ بندر' اور بوڑھے سُور بن گئے تھے۔ قتادہؒ نے فرمایا لوگوں کی دُم نکل آئی تھی پہلے وہ مرد اور عورت تھے اب بندر بن گئے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ نے ان کی معصیت پر انہیں بندر بنا دیا تھا' تین دن زندہ رہے' کوئی مسخ صورت والا تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتا۔ انہوں نے نہ کچھ کھایا' نہ پیا' نہ نسل چلی۔ اللہ نے بندر' سور ساری مخلوقات چھ دن میں بنائی ہیں اور اس قوم کو بھی بندر کی صورت تبدیل کر دیا۔ ان میں سے فقط وہ لوگ بچے جو قوم کو اس کام سے منع کرتے تھے ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ ابن کثیرؒ کا یہی خیال ہے کہ مسخ صوری اور معنوی دونوں طرح کا تھا۔

فتح البیان میں ہے کہ اس آیت میں امر کا صیغہ تغیر' تحویل اور تکوین کیلئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اس نے حقیقتِ بشر سے حقیقت بندر میں تبدیل کر دیا۔ مفسرین کی ایک جماعت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہودیوں کے تین فرقے بنے' ایک نے سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کیا' اللہ کے حکم کی خلاف ورزی میں حد سے آگے بڑھ گئے' دوسرے فرقے نے واضح طور پر شکار سے منع کیا اور خود بھی شکار سے دور رہے' تیسرا فرقہ نہ شکار کرنے والوں میں اور نہ منع کرنے والوں میں تھا لیکن شکار کرنے والوں سے میل جول رکھتا تھا' دوسرے فرقے کے علاوہ اللہ نے سب کو مسخ کر دیا' یہ واقعہ حضرت داؤدؑ کے زمانے میں ہوا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ

ترجمہ (المائدہ: ۷۸)

جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لئے تھا کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کئے جاتے تھے۔

دوسری جگہ فرمایا وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُم مِّنَ الْقُرَىٰ وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (احقاف: ۲۷)

ترجمہ اور تمہارے اردگرد کی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور بار بار (اپنی) نشانیاں ظاہر کر دیں تاکہ وہ رجوع کریں۔ تیسری جگہ فرمایا

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا (الرعد: ۴۱)

ترجمہ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آئے ہیں۔ پھر فرمایا

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ

(الرعد: ۳۱)

ترجمہ اور کافروں پر ہمیشہ ان کے اعمال کے بدلے آزمائش آتی رہے گی۔ پھر فرمایا

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا (الانبیاء: ۴۴)

ترجمہ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔

ان تمام آیات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو موجودہ لوگوں کیلئے باعثِ عبرت اور آئندہ آنیوالوں کیلئے باعثِ نصیحت ٹھہرا دیا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا یہ نصیحت قیامت تک کیلئے ہے، حسن اور قتادہ نے کہا باعثِ عبرت اس لئے بتایا تاکہ لوگ اللہ کے عذاب سے ڈر کر معصیت سے بچیں۔ سدیؒ نے کہا یہاں متقین سے مراد رسولؐ کی امتِ مطہرہ ہے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا متقین کیلئے یہ بات تنبیہہ ہے کہ انہیں بھی اللہ کی نافرمانی سے بچنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ جو آفت ان پر آئی تھی وہ ان پر بھی آجائے۔

حدیثِ ابوہریرہؓ میں مرفوعاً آیا ہے تم وہ کام نہ کرو جو یہود نے کیا تھا کہ معمولی حیلے بہانے سے حرام کو حلال ٹھہرا دیا (رواہ احمد)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جامیؒ نے فقہاء کے حیلوں بہانوں کا شکوہ خوب بیان کیا ہے' ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین میں بڑی تفصیل سے ان حیلوں کا رد بڑے مفصل انداز میں کیا ہے۔ اللہ نے اہل حدیث کو ہمیشہ حیلہ گری سے بچایا ہے اور بچاتا رہے گا۔

ما اہل حدیثم وغا را نشناسیم صد شکر کہ درمذہب ماحیلہ و فن نیست

ترجمہ: میں اہل حدیث ہوں اور حدیث کے علاوہ کچھ نہیں جانتا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے مذہب میں دجل و فریب کو کوئی دخل نہیں۔

آیت نمبر۶۷

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا۟ بَقَرَةً ۖ قَالُوٓا۟ أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِٱللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ ٱلْجَـٰهِلِينَ (البقرہ: ۶۷)

ترجمہ

اور جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے وہ بولے کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو؟ (حضرت موسیٰؑ نے کہا) میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ نادان بنوں"

بنی اسرائیل کی گائے

عبید سلمانی نے کہا بنی اسرائیل میں ایک شخص بانجھ تھا اس کے اولاد نہ ہوتی تھی مگر بڑا مالدار تھا' اس کا بھتیجا جو دولت کا وارث بنتا تھا اس نے اسے قتل کر دیا' پھر رات کو اس کی لاش اٹھا کر کسی اور شخص کے دروازے پر پھینک دی۔ صبح کو ان گھر والوں پر خون کا دعویٰ کر دیا۔ لوگ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ ایک عقلمند آدمی نے کہا آپس میں خانہ جنگی نہ کرو' تمہارے درمیان حضرت موسیٰؑ اللہ کے رسول موجود ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو یہ حال سنایا' تو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا' اللہ فرماتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو' وہ لوگ اعتراض نہ کرتے تو ایک ادنیٰ گائے کافی ہو جاتی لیکن ان کے حیلوں' بہانوں اور کٹ حجتیوں پر نوبت یہاں تک پہنچی جس کا اللہ نے اس جگہ ذکر کیا۔

ابن کثیرؒ نے اس قصے کو حضرت عباسؓ' ابوالعالیہ اور سدی وغیرہ سے مختلف الفاظ میں نقل کر کے واضح کیا ہے کہ ان بیانات میں کسی قدر اختلاف ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ بنی اسرائیل کی کتب سے ماخوذ ہے۔ سو اس کی نقل جائز' مگر نہ تصدیق ہو سکتی ہے اور نہ تکذیب! اسرائیلیات میں سے صرف وہی لائق اعتماد ہیں' جو قرآن و سنت کے موافق ہوں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(ف) ذبح بقرہ کا یہ واقعہ تلاوت میں مقدم ہے اور معنی میں آیت

سے موخر ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نزول میں مقدم ہو اور ذبح کا حکم موخر ہو۔

آیت نمبر ۶۸

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ

ترجمہ: انہوں نے کہا (اے موسیٰؑ) اپنے پروردگار سے التجا کیجئے کہ وہ ہمیں یہ بتائے کہ وہ گائے کس طرح کی ہے تو (موسیٰؑ) نے کہا پروردگار فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو بوڑھی ہو اور نہ بچھڑی، بلکہ ان کے درمیان (جوان) ہو۔ سو جیسا تم کو حکم دیا گیا ویسا ہی کرو۔

آیت نمبر ۶۹

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ

انہوں نے کہا اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے کہ ہمیں یہ بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ (حضرت موسیٰؑ نے) کہا پروردگار فرماتا ہے اس کا رنگ گہرا زرد (پیلا) ہو، دیکھنے والوں کے دل کو خوش کر دیتی ہو۔

آیت نمبر ۷۰

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ

انہوں نے کہا (اب کہ) پروردگار سے پھر درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ گائے اور کس کس طرح کی ہو کیونکہ بہت سی گائیں ہمیں ایک دوسرے کے مشابہ معلوم ہوتی ہیں پھر اللہ نے چاہا تو ہمیں ٹھیک بات معلوم ہو جائے گی۔

آیت نمبر ۷۱

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

اَلْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ

(حضرت موسیٰؑ نے) کہا کہ اللہ فرماتا ہے وہ گائے محنت مشقت والی نہ ہو۔ نہ زمین جوتی ہو، نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو اور اس میں کسی طرح کا داغ دھبہ نہ ہو۔ کہنے لگے اب آپ نے سب باتیں درست بتا دیں (غرض) بڑی مشکل سے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ ایسا کرنے والے نہیں تھے۔

(ف) ان آیات میں اللہ نے بنی اسرائیل کی سرکشی بیان کی ہے کہ انہوں نے کثرتِ سوال سے رسول کو تنگ کر دیا، تو ویسے ہی اللہ نے ان پر تنگی کی۔ بنی اسرائیل اگر کوئی عام گائے پکڑ کر ذبح کر دیتے تو بات بن جاتی لیکن انہوں نے کٹ حجتیاں کیں تو ان پر سختی کی گئی۔ حدیث میں ہے اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو قیامت تک اس گائے کا حل معلوم نہ ہوتا۔ (ابی حاتم)

"عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ" کا معنی "کبر اور صغر" کے درمیان قوت و حسن کی علامت ہے۔ حسنؒ نے کہا کہ یہ ایک جنگلی گائے تھی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا جو شخص زرد جوتا پہنے گا، جب تک پہنے رہے گا خوش رہے گا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا اس گائے کے کُھر زرد تھے۔ ابن جبیر نے فرمایا بلکہ سینگ بھی زرد تھے۔ عطیہؒ نے فرمایا زردی ایسی گہری تھی کہ سیاہی مائل تھی۔ مجاہدؒ نے فرمایا نہیں بلکہ صاف رنگ تھی، ابن عباسؓ نے فرمایا معلوم ہوتا تھا کہ شدت زردی سے سفید ہو جائے۔ وہب بن منبہؒ نے فرمایا تو اس کی کھال کو دیکھتا تو یوں خیال کرتا گویا سورج اس کی کھال سے نکلتا ہے۔ تورات میں اس گائے کو سرخ رنگ لکھا ہے۔ ابن کثیرؒ کہتے ہیں یہ ترجمے کی غلطی ہے حقیقت میں وہ زرد تھی اور شدت زردی سے "لال پیلی" نظر آتی۔ یہ جو فرمایا کہ اس میں کوئی داغ دھبہ نہ تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ایک ہی رنگ کی تھی، سفید، سرخ یا سیاہ رنگ کا کوئی داغ نہ تھا اور یہ جو فرمایا کہ وہ ذبح کرنے والے نہ تھے تو دراصل یہ ان کی مذمت بیان کی کہ باوجود سوال و جواب اور وضاحت کے بڑی مشکل سے انہوں نے ذبح کیا۔

بعض نے کہا کہ قیمت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ذبح کرنا نہ چاہتے تھے مگر یہ قول اسرائیلیات میں سے ہے۔ دراصل بات یہی ہے کہ اپنی سرکشی اور شرارت کی بنیاد پر گائے ذبح نہ کرنا چاہتے تھے۔ بعض نے کہا کہ وہ خود قول و فعل کے تضاد کا شکار تھے لیکن پہلا قول ہی اولیٰ ہے۔

(ف) اس آیت سے کئی حکم نکلتے ہیں، ایک یہ کہ حکم دینے والا خود اس عموم میں شامل

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نہیں ہوتا جیسے حضرت موسیٰ حکم میں شامل نہ تھے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ گائے کا ذبح کرنا سنت' تیسرا یہ کہ حکم کا اجمالی طور پر بیان ہونا جائز ہے نیز بیان میں تاخیر روا ہے۔ چوتھا یہ کہ مذاق کرنے والے کو جاہل کہہ سکتے ہیں۔ پانچواں یہ کہ ان شاء اللہ کہنے سے احکام میں استثناء ہو جاتا ہے۔ چھٹا یہ کہ امر مستلزم مشیت نہیں ہوتا۔ ساتواں یہ کہ حکم فوری عمل کیلئے ہوتا ہے۔ آٹھواں یہ کہ (قربانی کا) جانور بے عیب ہونا چاہیے کہ جانور کا انتخاب اس کے وصف سے کیا جاتا ہے۔ ابن کثیرؒ کہتے ہیں جانور کا بے عیب ہونا امام مالکؒ' امام اوزاعیؒ' امام لیثؒ' امام شافعیؒ' امام احمدؒ اور جمہور علمائے سلف و خلف کا مذہب ہے۔ مگر امام ابو حنیفہؒ اور امام ثوریؒ اسے شرط قرار نہیں دیتے۔

آیت نمبر۷۲'۷۳

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَءْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

ترجمہ:۔ اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا تو اسمیں باہم جھگڑنے لگے لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے اللہ اسکو ظاہر کرنے والا تھا۔

تو ہم نے کہا اس گائے کا کوئی ٹکڑا مقتول کو مارو' اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتا ہے' تاکہ تم سمجھو۔ (البقرہ: ۷۲'۷۳)

(ف) جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ گائے کو ذبح کر کے اس کا ٹکڑا مقتول کی لاش پر رکھنے کا حکم دیا گیا تھا' اس طرح وہ زندہ ہو کر خود بتاتا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے۔ پس وہ مردہ زندہ ہوا اور اس نے بتایا کہ ان وارثوں نے ہی مجھے مارا تھا۔

بخاری شریف میں ہے "اِدّٰرَءْتُمْ" کا معنی "اِخْتَلَفْتُمْ" ہے اور مجاہدؒ کا بھی یہی قول ہے' عطا خراسانی نے اِخْتَصَمْتُمْ معنی کیا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں اسکا معنی یہ ہے کہ بعض نے کہا تم نے مارا' دوسروں نے کہا نہیں بلکہ تم نے مارا۔ بہرحال گائے کا ایک ٹکڑا مقتول پر رکھا گیا۔ گوشت کے اس ٹکڑے کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کونسا حصہ تھا؟ ابن کثیرؒ نے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں' پھر لکھا ہے کہ اس میں کسی عضو کا کوئی مسئلہ نہیں بلکہ یہ معجزہ ہے' اگر اس عضو کی تعیین میں کچھ فائدہ ہوتا تو قرآن و سنت میں اسکا ضرور ذکر آتا۔ ابن عباسؓ سے مرفوعاً" آیا ہے اگر کوئی شخص ایک ایسے ٹھوس پتھر کے اندر بھی کوئی کام کریگا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جس میں کوئی سوراخ نہ ہو تو وہ کام لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا۔ مسیب بن رافع نے کہا کسی آدمی نے سات گھروں کے درمیان چھپ کر اگر کوئی اچھا کام کیا تو اللہ اسے ضرور ظاہر کر دیگا۔ اور کسی انسان نے اگر چھپ کر کوئی برا کام سات گھروں کے درمیان کیا' تو اللہ اسے بھی ظاہر کر دیگا۔

جیسے فرمایا "وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ" حضرت عثمانؓ نے فرمایا کسی انسان کی کوئی اچھی یا بری عادت ہو تو اللہ اسے ایک چادر پر ظاہر کرتا ہے جس سے وہ خصلت پہچانی جاتی ہے۔ صحابہؓ و تابعینؒ کی ایک جماعت نے اسکی تائید کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ یہ بات عام ہے مگر بالخصوص قتل و زنا اور سحر کسی طرح چھپ نہیں سکتا۔

(ف) ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے چالیس برس تک گائے کو تلاش کیا پھر ایک شخص کے پاس پایا۔ کھال بھر کر سونا قیمت کے طور پر ادا کیا پھر اسے ذبح کر کے اسکا ایک حصہ مقتول پر رکھا وہ خون آلودہ اٹھ بیٹھا۔ پوچھا گیا تجھے کس نے قتل کیا؟ اس نے کہا فلاں شخص نے۔ اللہ نے اس واقعہ کو آخرت کی دلیل ٹھہرایا۔ جس طرح مردہ زندہ ہو گیا اسی طرح اللہ سب مردوں کو قیامت کے دن زندہ کریگا۔ ثابت ہوا قیامت کا آنا اور انسانوں کا دوبارہ زندہ ہونا برحق ہے اور اسکا منکر کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر پانچ جگہ فرمایا۔ ایک ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ --- دوسرا یہ قصہ --- تیسرا اَلَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ --- چوتھا اَلَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا --- پانچواں قصہ حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کو زندہ کرنا۔ اس طرح زمین کے زندہ کرنے کو اجسام کے مٹی ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونیکی دلیل ٹھہرایا۔

حضرت ابو رزینؓ عقیلی سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! اللہ مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تمہارا گذر کسی ویران جنگل سے نہیں ہوا' پھر اس سے دوبارہ گذرے ہو۔ تو اسے سرسبز پایا ہو۔ عرض کیا جی ہاں' فرمایا کہ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کریگا (ابو داؤد الطیالسی)

اس حدیث کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ (سورہ یٰسین : ۳۴-۳۵)

وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ
لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ترجمہ: اور ایک نشانی ان کے لئے مردہ زمین ہے کہ ہم نے اسکو زندہ کیا اور اسمیں سے اناج اگایا پھر یہ اس میں سے کھاتے ہیں اور اسمیں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور اسمیں چشمے جاری کئے تاکہ یہ انکے پھل کھائیں اور انکے ہاتھوں نے تو انکو نہیں بنایا' تو کیا پھر یہ شکر نہیں کرتے؟

اس بیان سے منکرین آخرت کا رد مقصود ہے' یہ رد اس بات کا متقاضی ہے کہ اس آیت کے مخاطب عرب ہوں نہ کہ یہود! کیونکہ یہود دوبارہ زندہ ہونے اور جزاء کے قائل ہیں۔ اس بنیاد پر یہ جملہ معترضہ ٹھہرے گا' جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے بنی اسرائیل کے مقتول کو زندہ کر دیا اسی طرح سارے مردوں کو قیامت کے دن زندہ کریں گے ان دونوں معاملات میں باعتبار جواز و امکان کے کچھ فرق نہیں۔ یہ نمونہ اس لئے دکھلایا گیا ہے کہ شاید تم اپنے آپکو گناہوں سے پاک رکھو۔ در منثور میں سیوطی نے حضرت وہب بن منبہؒ سے گائے کا بڑا تفصیلی قصہ بیان کیا ہے' یہاں اس کے ذکر کی ضرورت نہیں اگر حدیث مرفوع ہوتی تو بیان کرتے۔ بعض نے یہ کہا کہ یہ آیت امام مالک کے مذہب پر دلالت کرتی ہے کہ زخمی کا قول کہ مجھے فلاں شخص نے قتل کیا ہے صحیح اور سچ مانا گیا ہے' اس لئے کہ جب اس مقتول نے زندہ ہو کر بتایا کہ میرا قاتل فلاں تھا تو اس کا یہ قول مقبول ٹھہرا۔ کیونکہ یہ حالت اسکی ایسی نہیں تھی کہ اسمیں تہمت کی گنجائش ہو۔ حضرت انسؓ کی حدیث بھی اس ترجیح پر دلالت کرتی ہے۔ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر پتھر سے کچل کر ہلاک کردیا تھا' اس سے پوچھا گیا تجھے کس نے مارا؟ کیا فلاں فلاں نے مارا؟ تو جب یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے سر ہلایا۔ یہودی کو گرفتار کیا گیا' آخر اس نے اقرار کیا۔ امام مالکؒ کہتے ہیں ایسے ثبوت کی صورت میں مقتول کے ورثاء قاتل سے بطورِ "قسامت" کے حلف لیں گے۔ جمہور کے نزدیک مقتول کا یہ بیان قتل کا ثبوت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں مقتول کے بیان کا مسئلہ ابن قیمؒ نے کتاب طرق حکمیہ میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے' جسکا کچھ خلاصہ کتاب "حسن المساعی" میں آگیا ہے۔

آیت نمبر ۷۴

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ
فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ
مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ
مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (البقرہ: ۷۴)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ترجمہ:۔ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا وہ پتھر ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور پتھر تو بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ (خشیتِ الٰہی سے) پھٹ جاتے ہیں۔ اور ان میں سے پانی نکلنے لگتا ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی بنی اسرائیل کو لتاڑا ہے کہ تم عجیب کمبخت اور نالائق ہو یہ ساری نشانیاں تم نے دیکھیں، مردے کا جی اٹھنا بھی دیکھا، اس پر بھی تمہارے دل موم نہ ہوئے بلکہ ایسے سخت دل ہو گئے جیسے پتھر

ع موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا

اس لئے مومنین کو منع کیا تم ایسا کام نہ کرنا۔ فرمایا

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ
وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ
فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ (سورہ حدید:۱۶)

ترجمہ:۔ کیا ابھی تک مومنین کے لئے اسکا وقت نہیں آیا کہ اللہ کی یاد کے وقت اور (قرآن) جو (اللہ) برحق (کیطرف) سے نازل ہوا ہے اسکے سننے کے وقت انکے دل نرم ہو جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں پھر ان پر لمبا زمانہ گذر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب مقتول نے زندہ ہو کر کہہ دیا کہ مجھے میرے بھتیجوں نے قتل کیا ہے تو پھر وہ بدستور مردہ ہو گیا۔ اس وقت انہوں نے پھر انکار کیا کہ ہم نے نہیں مارا۔ معجزہ دیکھنے کے بعد یہ حق کا انکار تھا، اس لئے اللہ نے انکو کہا کہ تمہارے دل تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئے ہیں کہ کسی طرح نہیں پسیجتے بلکہ تم نے تو پتھر کو بھی مات کردیا کہ ان میں سے ندی بہتی ہے، کبھی کوئی پہاڑ اللہ کے خوف سے نیچے آگرتا ہے لیکن تمہاری سختی ایسی ہے کہ اسکا کچھ علاج نہیں لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا
الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ
اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

(سورہ حشر:۲۱)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ترجمہ:۔ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اسکو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔ معلوم ہوا پتھر کو بھی اللہ کا شعور اور ادراک ہوتا ہے، اللہ نے فرمایا

ترجمہ:۔ ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور (مخلوقات میں سے) کوئی چیز نہیں مگر اسکی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے، لیکن تم انکی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ (سورہ بنی اسرائیل : ۴۴)

مجاہدؒ نے فرمایا ہر پتھر سے یا تو کوئی ندی نالہ نکلتا ہے یا ذرا سا پانی بہتا ہے یا اللہ کے ڈر سے پہاڑ سے نیچے گرتا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ بعض پتھر تمہارے دل سے زیادہ نرم ہیں کیونکہ تم تو اللہ کے حکم کو بھی نہیں مانتے اور وہ تو اللہ کا حکم مانتے ہیں۔

يَـٰجِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُۥ وَٱلطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ ٱلْحَدِيدَ (سورہ سبا : ۱۰)

ترجمہ:۔ اے پہاڑو! انکے ساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کو انکا (مسخر) کر دیا اور انکے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا۔

جبائی کا یہ قول کہ پتھر کے گرنے سے مراد ژالہ باری ہے بعید از قیاس ہے۔ امام رازی اور امام ابن کثیرؒ نے بھی اسے بعید از قیاس سمجھ کر قرآن کے ظاہری الفاظ سے خروج کے مترادف بتایا ہے۔ اتنے پتھروں کا پہاڑوں پر سے گرنا بہت سے لوگوں نے دیکھا، خبر متواتر سے سنا ہے پھر اسکا انکار کرنا یا تاویل کرنا جائز نہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ حجت ہیں اور ظاہر الفاظ کا اتباع فرض ہے۔ یحیٰ بن یعقوب نے فرمایا ندی سے مراد زیادہ رونا ہے، پانی بہنے سے مراد کم رونا ہے اور پتھر کے گرنے سے مراد بغیر آنسوؤں کے دل کا رونا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ اسناد دس طرح سے مجازی ہیں، جس طرح دیوار کے حق میں ارادہ کا ذکر کیا۔

فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن يَنقَضَّ فَأَقَامَهُۥ (سورہ کہف : ۷۷)

"انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو "جھک کر" گرنا چاہتی تھی تو (خضر نے) اسکو سیدھا کر دیا"۔ مگر رازی اور قرطبی نے کہا اسکی کچھ ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے پتھر میں یہ صفت پیدا کر سکتا ہے۔ جیسے اسکا فرمان ہے

ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انہوں نے اسکے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔ (سورہ احزاب : ۷۲)

وَٱلنَّجْمُ وَٱلشَّجَرُ يَسْجُدَانِ (سورہ رحمٰن : ۶)

اور بیلیں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں

أَوَلَمْ يَرَوْا۟ إِلَىٰ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ يَتَفَيَّؤُا۟ ظِلَـٰلُهُۥ عَنِ ٱلْيَمِينِ وَٱلشَّمَآئِلِ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کیا ان لوگوں نے اللہ کی مخلوقات میں سے ایسی چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سائے دائیں سے بائیں کو اور بائیں سے دائیں کو لوٹتے رہتے ہیں۔ (سورہ نحل: ۴۸)

(سورہ حم سجدہ :۲۱)

اور وہ کہیں گے جس اللہ نے سب چیزوں کو گویائی بخشی اس نے ہم کو بھی گویائی دی۔

صحیح حدیث میں آیا ہے "هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ" یہ پہاڑ (احد) ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

مسجد نبوی میں کھجور کے خشک تنے کا رونا خبر متواتر سے ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں ہے میں ابتک اس پتھر کو پہچانتا ہوں۔ جو نبوت سے پہلے مجھے سلام کرتا تھا، حجر اسود کے بارے میں آیا ہے کہ وہ قیامت کے دن اپنے چومنے والوں یا ہاتھ لگانے والوں کی گواہی دے گا۔ دلیلیں اور بھی بہت ہیں، حاصل کلام یہ ہے، تمہارے دل یا تو پتھر کی طرح ہیں یا پتھر سے بھی زیادہ ٹھوس ہیں۔عبد اللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً" آیا ہے کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے بغیر باتیں کرنا قساوتِ قلبی ہے۔ اللہ سے دور وہی دل ہیں جو ذکر سے غافل ہیں۔ حضرت انسؓ سے مرفوعاً" بزار میں ہے کہ چار چیزیں بد بخت ہیں، آنکھ کا خشک ہونا (آنسو نہ نکلیں) دل کی سختی، لمبی امید اور دنیا کی حرص!!

آیت نمبر ۷۵، ۷۶

﴿ أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَٰمَ ٱللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُۥ مِنۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ وَإِذَا لَقُوا۟ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوٓا۟ أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ ٱللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوكُم بِهِۦ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (البقرہ: ۷۵، ۷۶)

ترجمہ:۔ اے اہل ایمان کیا تم امید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے دین کے قائل ہو جائیں گے (حالانکہ) ان میں سے کچھ لوگ اللہ کا کلام (توراۃ) سنتے، پھر اس کے سمجھ لینے کے بعد اسکو جان بوجھ کر بدل دیتے رہے ہیں۔

اور یہ لوگ جب مومنین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جس وقت آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں جو بات اللہ نے تم پر ظاہر فرمائی وہ تم ان کو اس لئے بتائے دیتے ہو کہ (قیامت کے دن) اسی کے حوالے سے تمہارے پروردگار کے سامنے تم کو

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

الزام دیں کیا تم سمجھتے نہیں؟

آیت : ۷۷

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾

کیا یہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ یہ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں اللہ کو سب معلوم ہے۔ (البقرہ : ۷۷)

یہود و نصاریٰ میں سے جو منافق تھے وہ خوشامد کے لئے اپنی کتاب سے رسول اکرمؐ کی باتیں مسلمانوں سے بیان کرتے اور جو مخالف تھے وہ ان کو اس پر الزام دیتے کہ تم اہل اسلام کو اپنے علم میں سے دلائل کیوں مہیا کرتے ہو۔ تحریف کا ذکر جسطرح اس آیت میں ہے دوسری جگہ بھی فرمایا فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَٰقَهُمْ لَعَنَّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَٰسِيَةً يُحَرِّفُونَ ٱلْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِۦ (سورہ مائدہ : ۱۳)

ترجمہ:۔ تو ان لوگوں کے عہد توڑنے کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا' یہ لوگ کلمات (کتاب) کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔

انکا تحریف کرنا پوری تفہیم اور عقل کے بعد تھا' لفظ کے کچھ اور ہی معنی بنا دیتے یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے اللہ کے دیدار کا مطالبہ کیا تھا' بجلی گری' مر گئے' پھر دوبارہ زندہ کئے گئے' کوہِ طور پر انہوں نے اللہ کا کلام سنا' سمجھا' جب لوٹ کر آئے تو ان میں سے ایک گروہ نے اسے بدل ڈالا۔ سدیؒ نے کہا انہوں نے توراۃ میں تحریف کی' حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھہرایا' حلال کو حرام اور حرام کو حلال مانا' جب کوئی رشوت لیکر آتا تو اسے کتاب اللہ سے مسئلہ نکال کر بتا دیتے اور جب کوئی باطل مدعی آتا تو اس سے بھی رشوت لیکر مسئلہ نکال دیتے اور اگر کوئی آدمی رشوت نہ لاتا یا حق دار اور مدعی نہ ہوتا تو اسکو ٹھیک ٹھیک مسئلہ بتا دیتے' اس لئے اللہ نے فرمایا أَتَأْمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ ٱلْكِتَٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٤﴾

(سورہ بقرہ : ۴۴)

یہی حال بعینہٖ آجکل کے فقہا کا ہے' جس طرح کا مسئلہ پوچھو' فتاویٰ کی کتابوں سے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نکال کر بتا دیتے ہیں۔ حالانکہ خوب جانتے ہیں وہ مسئلہ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ اسلام میں اگر یہ وبا نہ ہوتی تو اسلام کی ایسی حالت نہ ہوتی۔ جو توراۃ اور انجیل آج یہود و نصاری کے پاس موجود ہے' اہل علم کے نزدیک وہ تحریف شدہ ہیں، کہ کسی جگہ تحریف لفظی ہے اور کسی جگہ تحریف معنوی ہے۔ بخاری شریف میں یوں ہی آیا ہے اور امام فخرالدین رازی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو فقط ایک سورت دی تھی' باقی ہارونؑ کی اولاد کے پاس محفوظ تھی جب وہ سب بخت نصر کے ہاتھوں قتل ہو گئے تو حضرت عزیرؑ نے حفاظ کے ذریعے تھوڑی سی تورات جمع کی۔ وہی تو رات آج موجود ہے اسمیں بھی کمی و بیشی کی گئی ہے' مختلف ترجمے کئے گئے ہیں۔ اصل کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ یہی حال انجیل کا ہے۔ اسکے چار نسخے ہیں' چاروں میں اختلاف ہے' الفاظ و معانی دونوں میں تحریف ہے۔ اب سنا گیا ہے کہ اہل اسلام کے اعتراضات کو رد کرنے کے لئے نئے سرے سے ترمیم کی گئی ہے (حال ہی میں ڈاکٹر احمد دیدات نے تمام اناجیل پر پوری ریسرچ کی ہے) ابن عباسؓ نے کہا ان لوگوں سے مراد منافق ہیں یہ یہودی جب اصحابؓ رسولﷺ سے ملتے تو کہتے ہم تو مسلمان ہیں۔ سدیؒ نے کہا یہ وہ یہودی ہیں جو مسلمان ہوئے۔ پھر منافق ہو گئے یہی قول بہت سے سلف و خلف کا ہے۔ ابن وہبؒ نے کہا ایک بار رسول اکرمﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمارے اس مدینہ میں سوائے مسلم کے کوئی داخل نہ ہو' اس پر اہل کفر و نفاق نے عام لوگوں سے کہا تم جاکر کہو ہم مسلمان ہیں اور جب ہمارے پاس آؤ تو انکار کر دو' وہ لوگ صبح کو مدینے جاتے عصر کے بعد واپس آجاتے' ابن وہبؒ نے یہ آیت پڑھی

وَقَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (سورہ آل عمران : ۷۲)

اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے کہ جو (کتاب) مومنین پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو۔ اور دن کے آخر میں انکار کر دیا کرو تاکہ وہ (مسلمان) اسلام سے برگشتہ ہو جائیں۔

انکے مدینے جانے کا مقصد رسول اکرمﷺ کی خبریں حاصل کرنا تھا' اللہ نے انکے حال کی نبی اکرمﷺ کو خبر دی۔ فتح سے مراد رسول اکرمﷺ کی رسالت کا ذکر ہے۔ آپس میں چرچا کرتے نبی اکرمﷺ آخرالزماں آنے والا ہے پھر دوسروں کو منع کرتے کہ تم ذکر نہ کرنا' مجاہد نے کہا قریظہ کے دن رسول اکرمﷺ نے قلعہ کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا

يَا إِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ وَيَا عَبَدَةَ الطَّاغُوتِ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس پر یہودیوں نے کہا یہ خبر محمدؐ کو کہاں سے مل سکتی تھی؟ تمہارے اندر سے ہی یہ بات نکلی ہے، تم ان سے یہ بات کیوں کہتے ہو جو تمہارے خلاف دلیل بن جائے، سدیؒ نے کہا انکا مقصد یہ تھا کہ تم اپنے سابقہ عذاب کا ذکر مسلمانوں سے کیوں کرتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم تمہاری نسبت اللہ کے زیادہ محبوب و مکرم ہیں، اللہ نے فرمایا تم یہ باتیں چھپ کر کہو یا علی الاعلان! اللہ کو تمہاری اس تدبیر کی سب خبر ہے۔

آیت نمبر ۷۸، ۷۹

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ

اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں کہ اپنے باطل خیالات کے سوا (اللہ کی) کتاب سے واقف ہی نہیں اور وہ صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔

تو ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے تاکہ اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت (دنیاوی منفعت) حاصل کریں، ان پر افسوس ہے کہ (بے اصل باتیں) اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور پھر ان پر افسوس ہے اس لئے کہ ایسے کام کرتے ہیں۔ (البقرہ: ۷۸، ۷۹)

یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو عوام کو خوش کرنے کے لئے انکی مرضی کے فتوے دیتے ہیں اور انہیں اللہ اور رسول کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہود کا حال یہ تھا کہ رشوت لیکر مسئلے بناتے تھے۔ اس دور کے فقہا نے بھی یہود و نصاریٰ کی طرح قرآن و سنت کو بازیچہ اطفال بنا دیا ہے اور بہت سی حرام باتوں کو جائز اور حلال قرار دیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ابن کثیرؒ نے فرمایا اُمّیّ وہ ہے جو لکھنا نہیں جانتا۔ ابو العالیہ، ربیع، قتادہ اور ابراہیم نخعیؒ کی یہی رائے ہے۔ رسول اکرمؐ کو اُمّی اس لئے کہا گیا ہے کہ آپؐ لکھ نہیں سکتے تھے قرآن مجید میں ہے

وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ ۖ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ

(سورہ عنکبوت: ۴۸)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

اور آپؐ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے

حدیث میں ہے إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا یعنی ہم ناخواندہ لوگ ہیں اپنی عبادات میں کسی حساب و کتاب کے محتاج نہیں قرآن مجید میں ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ (سورہ جمعہ: ۲)

ابن جریر نے کہا جس کسی کو لکھنا نہیں آتا عرب محاورے میں جہالت کو ماں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، یعنی وہ اپنی ماں کی طرح جاہل (اَن پڑھ) ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ لفظ "اَمَانِيَّ" سے مراد جھوٹی باتیں ہیں۔ مجاہدؒ نے کہا اس سے مراد امیدیں و آرزوئیں ہیں، قتادہ نے کہا اللہ سے ایسی آرزو کرنا جو ان کے لئے نہیں ہے۔ ابن زید نے کہا تمنا کرکے یہ کہتے ہیں کہ ہم اہل کتاب ہیں حالانکہ نہیں ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے اہل الرائے و قیاس اپنے آپ کو "سُنّی" کہتے ہیں حالانکہ تارکِ سنت اور عاملِ بدعت ہیں۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ کا قول زیادہ صحیح ہے۔ کہ وہ تورات کو کچھ نہ کچھ سمجھتے تھے لیکن جھوٹ گھڑتے تھے۔ یہاں تمنا سے مراد جھوٹ گھڑنا ہے۔ بعض نے کہا تمنا سے مراد تلاوت ہے یعنی صرف کتاب کی تلاوت کرنا اور عمل ہرگز نہ کرنا۔ یہاں جن یہود کی خرابی کا ذکر فرمایا ہے وہ ہیں جو اَن پڑھ نہیں تھے، ابن کثیرؒ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو مکر و کذب کی طرف بلاتے تھے، اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے تھے لوگوں کا مال دھوکے سے کھاتے تھے۔

"ویل" کے معنی ہیں "ہلاکت و بربادی" بعض نے کہا "وَادٍ فِي جَهَنَّمَ" (جہنم کی ایک وادی ہے) یا دوزخ کا زرد آب، ابو سعید خدریؓ سے مرفوعاً" آیا ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے جس میں کافر تہہ تک پہنچنے سے پہلے چالیس برس تک نیچے کو آتا چلا جائے گا (ابن ابی حاتم) ترمذی نے اس روایت کو غریب کہا ہے مگر ابن کثیرؒ نے ترمذی کی سند کو منکر بتایا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا "ویل" سے مراد عذاب کی مشقت ہے خلیل بن احمد نے کہا "شری شدت" کو کہتے ہیں۔ سیبویہ نے کہا جو ہلاکت میں پڑا اس کو ویل کہتے ہیں۔ اصمعی نے کہا ویل دکھ ہے، بعض نے کہا حزن ہے، ابن عباسؓ نے کہا یہاں علمائے یہود اور مشرکین مراد ہیں۔

سدیؒ نے کہا یہودی کچھ حصہ کتاب کا لکھ کر عربوں کے ہاتھ فروخت کرتے رہتے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور پھر تھوڑی سی قیمت لے لیتے۔ ابن عباسؓ نے کہا اے مسلمانو! تم اہل کتاب سے کیا پوچھتے ہو، یہ کتاب جو اللہ نے رسول اکرمؐ پر اتاری ہے یہ سب خبریں دیتی ہے۔ تر و تازہ ہے، اللہ نے تم کو بتا دیا ہے کہ اہل کتاب نے تورات، انجیل کو بدل ڈالا وہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

اپنے ہاتھ سے کچھ لکھ کر اسے اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور تمہارے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔ یہ علم جو تمہارے پاس آیا ہے کیا تمہیں ان سے سوال کرنے پر منع نہیں کرتا ہے؟؟ اور ہم کبھی نہیں دیکھتے کہ یہود و نصاریٰ نے تم سے قرآن کے بارے میں کبھی کچھ پوچھا ہو۔ (جامع صحیح بخاری)

حسن نے کہا تھوڑی قیمت سے مراد ساری دنیا ہے اور جو کچھ انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے وہ کذب' بہتان اور افتراء ہے جو کچھ کما کر کھایا ہے وہ سب حرام ہے' تفتا زانی نے کہا لفظ "ویل" کا تکرار اس لئے ہے کہ یہ دو گناہ ہیں اور دونوں پر الگ الگ وعید ہے۔ سیوطی نے سلف سے کچھ ایسے آثار نقل کئے ہیں جس میں دلیل ہے کہ قرآن مجید کی تجارت مکروہ ہے لیکن سیوطی کا یہ موقف صحیح نہیں ہے پھر انہوں نے سلف سے ایسا قول بھی نقل کیا ہے جس میں اسے مکروہ نہیں کہا گیا۔

آیت نمبر ۸۰

وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

اور کہتے ہیں (دوزخ کی) آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی ان سے پوچھو کیا تم نے اللہ سے عہد لے رکھا ہے کہ اللہ اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا؟ (نہیں) بلکہ تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں مطلق علم نہیں۔ (البقرہ : ۸۰)

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہود کہتے تھے دنیا سات ہزار برس ہے' ہم ہر ایک ہزار سال کے بدلے ایک دن جہنم میں رہیں گے گویا یہ سات دن ہوئے پھر عذاب ختم ہو جائے گا' اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی۔ دوسرا قول یہ ہے کہتے تھے کہ ہم نے چالیس دن بچھڑے کی پوجا کی ہے۔ سو چالیس دن ہی ہمیں آگ کا عذاب آئے گا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ چالیس برس جہنم میں رہیں گے۔

حدیث ابو ہریرہ میں ہے رسول اکرمؐ نے فتح خیبر سے لوٹ کر یہودیوں کو جمع کیا اور پوچھا دوزخی کون لوگ ہیں؟ یہودیوں نے کہا ہم دوزخ میں تھوڑے دن رہیں گے' پھر ہماری جگہ تم سب رہو گے نبی اکرمؐ نے فرمایا تمہارا منہ کالا ہو ہم ہرگز تمہاری جگہ نہ ہوں گے۔ بخاری' احمد اور نسائی میں بھی لیث بن سعد سے ایسی حدیث موجود ہے۔ اللہ کا یہ فرمان کہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

کیا تم نے اللہ سے عہد لیا ہے یہودیوں کے اس جھوٹے دعوے کا رد ہے کہ وہ چند روز سے زیادہ آگ میں نہیں رہیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارا اللہ سے کوئی ایسا عہد تو نہیں ہے کہ تمہیں چند روز کے علاوہ جہنم میں نہیں ڈالے گا جو تمہارے اس دعوے کو سچا کر سکے۔

عہد سے مراد یہاں وعدہ ہے۔

آیت نمبر ۸۱، ۸۲

بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِۦ خَطِيٓـَٔتُهُۥ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَـٰلِدُونَ ﴿٨١﴾ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ أُو۟لَـٰٓئِكَ أَصْحَـٰبُ ٱلْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَـٰلِدُونَ

بلکہ یاں جو برے کام کرے اور اس کے گناہ (ہر طرف سے) اس کو گھیر لیں تو ایسے لوگ دوزخ میں جانے والے ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں جلتے رہیں گے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال اپنائے پس یہی لوگ جنت کے حقدار ہیں اور ہمیشہ اس جنت میں رہیں گے۔ (البقرہ: ۸۱، ۸۲)

اللہ کا فرمان ہے کہ بات اس طرح نہیں جس طرح تم دعوے کرتے ہو بلکہ جس نے گناہ کیا اور گناہ پر اصرار کیا وہی لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور جو ایمان لائے، نیک عمل کئے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

دوسری جگہ قرآن میں فرمایا

لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِىِّ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ ۗ مَن يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ وَلَا يَجِدْ لَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٢٣﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ ٱلْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا (سورہ نساء: ۱۲۳-۱۲۴)

"(نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا کسی کو حمایتی اور مددگار نہ پائے گا اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی (ذرہ) تِل برابر حق تلفی نہ کی جائے گی۔

ابن عباسؓ نے فرمایا: گناہ کمانے کا مطلب یہ ہے کہ جس نے تمہارے جیسے عمل کئے،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

تمہاری طرح کفر کیا اور ہر طرف سے اسے کفر نے گھیر لیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں گناہ سے مراد شرک ہے' مجاہد' عکرمہ' حسن اور قتادہ کی باہمی رائے یہی ہے۔ عطاء و ابو وائل نے کہا کہ شرک نے گھیر لیا' ربیع بن خیثم نے کہا مراد ایسا شخص ہے جس کی گناہ پر موت ہوئی' توبہ نہ کرسکا' ابو رزین اور سدی کی بھی یہی رائے ہے۔ ابو العالیہ' مجاہد اور حسن نے کہا کہ اس کو ایسی خطاء نے گھیر لیا جو گناہِ کبیرہ کو واجب کرتی ہے'

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہ سارے اقوال ہم معنی ہیں پھر ابن مسعودؓ سے مرفوعاً حدیث نقل کی رسول اکرمؐ نے فرمایا صغیرہ گناہوں سے بچو یہ جمع ہو کر آدمی کو ہلاک کردیتے ہیں۔ پھر مثال دی کچھ لوگ جنگل میں اترے' باورچی آیا' ہر کوئی لکڑی لایا جب ایک ڈھیر جمع ہوگیا تو آگ جلائی جو کچھ اس میں ڈالا وہ پک گیا' یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ جمع ہوتے ہوتے گناہگار کو ہلاک کردیتے ہیں۔ گناہ کے گھیر لینے سے یہ معلوم ہوا کہ صرف گناہ سرزد ہونا ہمیشہ جہنم میں رہنے کا سبب نہیں البتہ جب انسان کی کوئی نیکی باقی نہیں رہتی' ہر طرف گناہ ہی گناہ ہوتا ہے تو نجات کے راستے بند ہوجاتے ہیں۔ پھر ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ قول کہ اس جگہ خطاء سے مراد شرک ہے' اولیٰ ہے۔ اس لئے کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ سرکش موحدین دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔ یہاں اگرچہ الفاظ عموم پر دلالت کرتے ہیں مگر اس آیت کے نزول کا سبب یہودی ہیں اسی پر مفسرین کا اجماع ہے۔ اس قول سے معتزلہ کا قول بھی رد ہوا کیونکہ آگ میں ہمیشہ رہنا مشرکین اور کفار سے خاص ہے۔ یہ بات ثابت ہوئی کہ یہاں "سیئہ و خطیئہ" سے مراد کفر اور شرک ہے نہ کہ گناہِ کبیرہ۔ پہلی آیت میں **فاولئک** فرمایا تھا دوسری آیت میں **اولئک** فرمایا' معلوم ہوا کہ شرک ہمیشہ جہنم میں رہنے کا سبب ہے مگر ایمان ہمیشہ جنت میں رہنے کا سبب نہیں بلکہ جنت میں ہمیشہ رہنا اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔

آیت نمبر ۸۳

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَقُولُوا۟ لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ وَأَنتُم مُّعْرِضُونَ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں او محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا تو چند اشخاص کے علاوہ تم سب اس عہد سے منہ پھیر کر چلے گئے اور تم اب بھی منہ پھیرے بیٹھے ہو۔ (البقرہ:۸۲)

بنی اسرائیل کا اس عہد سے پھر جانا عمداً" اور اراد تاً" تھا وہ اپنے عہد سے پوری طرح باخبر تھے اللہ نے انہیں حکم دیا تھا کہ عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں یہی حکم ساری مخلوقات کو تھا بلکہ خلق کو اسی لئے پیدا کیا گیا قرآن میں ہے

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِىٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدُونِ
(سورہ انبیاء : ۲۵)

ترجمہ : اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کرو۔ دوسری جگہ فرمایا

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ
وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ (سورہ نحل : ۳۶)

ترجمہ : اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں کی پرستش سے اجتناب کرو۔ پھر فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (سورہ ذاریات : ۵۷)

ترجمہ : اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

اور سب حقوق میں سب سے بڑا اللہ کا یہی حق ہے کہ تنہا اسی کی پوجا کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اس کے بعد مخلوق کا حق ہے جس میں سب سے زیادہ اولیٰ اور تاکیدی حق ماں باپ کا ہے۔ اس لئے اللہ نے اپنے اور والدین کے حق کو ملا کر بیان فرمایا وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ إِلَىَّ ٱلْمَصِيرُ (سورہ لقمان : ۱۴)

ترجمہ : (نیز اس کے ماں باپ کے بارے میں بھی تاکید کی ہے کہ) میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا (سورہ بنی اسرائیل : ۲۳)

ترجمہ : اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ تیسری جگہ فرمایا

وَءَاتِ ذَا ٱلْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ (سورہ بنی اسرائیل : ۲۶)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ترجمہ : اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو۔

صحیحین میں ابن مسعودؓ سے آیا ہے میں نے رسول اکرمؐ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا عرض کیا پھر کون؟ فرمایا ماں باپ سے نیک سلوک کرنا عرض کیا اس کے بعد کون سا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ۔۔۔ نماز اللہ کا حق ہے' ماں باپ سے نیک سلوک مخلوق کا حق ہے۔ اسے جہاد پر بھی مقدم رکھا' دوسری حدیث میں ہے ایک آدمی نے عرض کیا میں کس کے ساتھ نیکی کروں' آپؐ نے فرمایا اپنی ماں سے ۔ صحابی نے دوسری دفعہ عرض کیا اس کے بعد کس سے؟ آپؐ نے فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ' تیسری مرتبہ پھر پوچھا تو آپ نے فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ' چوتھی دفعہ پوچھا تو فرمایا اپنے باپ کے ساتھ۔ اس کے بعد فرمایا جو تم سے جتنا قریب ہو۔

یتیم ان بچوں کو کہتے ہیں جن کی کفالت کرنے والا کوئی باپ دادا نہیں ہوتا مسکین وہ ہے جو اپنے لئے اور گھر والوں کے لئے نان نفقہ نہیں پاتا۔ نیک بات کہنے سے مراد کہ اچھا کلمہ کہے' نرمی سے پیش آئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (تبلیغ) اسی میں داخل ہے۔

حسن بصریؒ نے کہا قول حسن یہ ہے کہ نیکی کا حکم دے' برائی سے منع کرے حلم اور عفو سے کام لے' قصور سے درگزر کرے اور ہر نیک عادت جسے اللہ پسند کرتا ہے قول حسن ہے۔ ابوذرؓ سے مرفوعا" آیا ہے تو اتنی سی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھ خواہ وہ تیرا اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم شریف)

بنی اسرائیل نے نیکی کے یہ سب کام (قولی و فعلی) چھوڑ دیئے تھے سوائے چند لوگوں کے جو اپنے عہد پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو بھی اسی طرح حکم دیا ہے۔ (سورۂ نساء ۳۶) ۔ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ جیسے یہود و نصاریٰ نے عہد کو توڑا ویسے آثار امتِ مسلمہ میں بھی موجود ہیں جو آدمی امکان اور قدرت کے باوجود ان امور پر قائم نہیں رہتا تو اس میں گویا یہود کی سرکشی اور جہالت کا ایک شعبہ موجود ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل سے جو اقرار لیا تھا یہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں تھا۔ اس آیت میں عدم شرک اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کا حکم ہے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں' جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی نہ ہو وہاں ماں باپ کی اطاعت لازم ہے۔ محتاج ہوں تو صلہ رحمی کرے' کافر ہوں تو ایمان کی طرف بلائے' گفتگو' اٹھنا' بیٹھنا' ادب و لحاظ سے کرے' فاسق ہوں تو پیار و محبت سے نیکی کی طرف بلائے لفظ "اف" بھی نہ کہے۔ بعض نے کہا قول حسن سے مراد کلمہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ